بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

حصّہ دُوم ملفُوظات

(جمع کردہ مولانا مولوی عبدالحق صاحب مرحوم سکنہ سسرال)

ملفُوظ ۔ ۵۹

محرّرِ سطور نے عرض کیا کہ حضرت شیخ اکبر محی الدّین ابن عربیؒ نے اپنی تفسیر فتُوحاتِ مکّیہ" میں ایسی روش اختیار کی ہے جو باقی تفاسیر سے بالکل مختلف ہے۔ وُہ اکثر تاویل کے درپے ہُوئے ہیں۔ مثلاً اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا جہاں بھی قرآن مجید میں آیا ہے اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ای نظروا الی ذواتھم وترکوا النظر الی الواحدۃ الذاتیۃ (یعنی اپنی ذاتوں پر نظر کی اور وحدتِ ذاتیہ کی طرف توجّہ نہ کی)

حضُورؒ نے فرمایا "شیخؒ کی تفسیر اشاراتِ دقیقہ و اسرارِ حقیقت کی تفسیر ہے۔ ورنہ تفسیر تو وُہی ہے جو قرونِ اولیٰ مشہود لہا بالخیر و زمانۂ ائمہ مجتہدین واکابر مفسّرین میں کی گئی۔ جس سے احکام اور خطاباتِ شرعیہ ثابت ہُوئے ہیں۔ شیخؒ نے اشارات بیان کیے ہیں تفسیر کے مقدّمہ میں حضرت الشیخؒ نے خود بھی تصریح کی ہے کہ تفسیر وُہی ہے جس کے ساتھ ظاہر آیات سے امر و نہی ثابت ہُوئے ہیں میرا کلام اشارات پر مشتمل ہے معترض اسی وجہ سے غلطی میں پڑتے ہیں۔ وُہ مشائخ کے احوال سے آگاہ نہیں۔ نہ ہی اُن کی کُتب پر وُسعت سے نظر کرتے ہیں۔ اس لیے حقیقت کو نہ سمجھتے ہُوئے اعتراض کرتے اور اپنی خرابی کا سامان پیدا کرتے ہیں"

ملفُوظ ۔ ۶۰

فرمایا کہ میرے کتاب" اعلاءِ کلمۃ اللّٰہ" لکھنے کا باعث اس بات کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ جیسے تحلیل ماحرم اللّٰہ کفر ہے ایسا ہی تحریم ما احل اللّٰہ بھی کفر ہے۔ اور اس مسئلہ میں لوگوں کے درمیان اختلافاتِ کثیرہ واقع ہُوئے ہیں۔ اور اتنے اختلافات و روایات میں حق کا سُراغ لگانا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ بلکہ عوام النّاس ایسے امُور میں حلال چیزوں کی تحریم و تکفیر کے باعث ناحق گمراہی اور عقائد فاسدہ میں پڑ جاتے ہیں۔ پھر اسی موقعہ پر فرمایا کہ سُبحان اللّٰہ جانور کی جان جو امُورِ شرعیہ کی مکلّف بھی نہیں اگر بوقتِ ذبح و اہلال خالق جان کے نام پر نہ نکلے تو شرع میں حرام شمار کی جاتی ہے۔ حیف ہے کہ انسان اپنے انفاس کو باوجودیکہ ہر ایک نفس دُرِّ بے بہا ہے، یادِ خالق کے بغیر ضائع کرے۔ اور حفاظتِ انفاس و احتیاط کو عمل میں نہ لاوے۔ دُنیا روزے چند و آخر کار با خداوند۔ کیا معلوم کہ نفس آخری نفس ہو۔

ملفُوظ ۔ ۶۱ ۔ الف

ایک روز مجلس میں ارشاد فرمایا کہ مجھے ابتدا میں سیر و سیاحت اور آزادی بہت پسند تھی۔ حجازِ مقدّس کے سفر میں میری مُلاقات

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مکہ مکرمہ میں ہُوئی۔ حضرت حاجی صاحبؒ صحیح کشف کے مالک تھے۔ اُنہوں نے میرے مزاج کی طرز اور روش پہچان لی کہ یہ بہت آزاد منش اِنسان ہے۔ یہ معلوم کرنے کے بعد انہوں نے مجھے نہایت اصرار اور تاکید تام کے ساتھ فرمایا کہ ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے۔ لہٰذا آپ ضرور اپنے ملک ہندوستان میں واپس چلے جائیں۔ وہاں اگر آپ خاموش ہی بیٹھے رہے تو بھی وُہ فتنہ ترقی نہ کرسکے گا۔ میں حضرت حاجی صاحبؒ کے اس کشف کو اپنے یقین کی رُو سے مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتا ہُوں۔

نیز میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت ختمی مآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے فرمایا کہ یہ مرزا قادیانی اپنی تاویلاتِ فاسدہ کی مقراض سے میری احادیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اَور تم خاموش بیٹھے ہو۔ پس اِس فرمان کے بعد جو کچھ میں نے تحریر کیا ہے وُہ کافۂ اہلِ اسلام کی خیر خواہی اَور نصیحت کے لیے کیا ہے۔ اَور مرزا کے عقائدِ باطلہ کا فساد جو اثر میں سمِّ قاتل ہے کتاب وسُنّت اَور عُلمائے اُمّتِ مرحُومہ کے عقائدِ صحیحہ کی روشنی میں ظاہر کر دیا ہے۔

محرّرِ سطور کہتا ہے کہ بعض بزرگان اَور ان کے معتقدین نے حضرتؒ کی مرزا صاحب کے خلاف سعی اَور جہاد پر اعتراض کیا تھا کہ صُوفی کو ایسے مباحث اَور جواب وسوال سے کیا واسطہ لیکن ؎

فکرِ ہر کس بقدرِ ہمّتِ اوست

ان کے خیال وگمان اَور علم وہمّت کی وُسعت محدُود تھی۔ اگر یہ حضرات علماء وصلحاء متقدّمین کے حالات سے آگاہ ہوتے تو ایسا ہرگز ہرگز نہ کرتے۔ حضرت اِمام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی سعی کو دیکھئے اُنہوں نے فرقۂ باطلہ اور طائفہ ہائے ضالہ براہمہ، فلاسفہ و دہریہ کے خلاف ایسا جہاد کیا کہ اُس کا اثر ابھی تک موجُود ہے۔ اِسی طرح ہزار ہا اَولیاء اللہ ایسے ہی عظیم الشان مشاغل میں مصرُوف رہے۔

مترجم کہتا ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ کی پیشین گوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی اَور تاریخ و واقعات شاہد ہیں کہ فتنۂ اِنکارِ ختمِ نبوّت کے سدّباب کے لیے حضرت قبلۂ عالم گولڑویؒ کے کارہائے نمایاں کی مثال آج تک کوئی پیش نہیں کرسکا۔ تفصیل کے لیے علامہ رفیق دلاوری کی مشہُور کتابیں ائمہ تلبیس اَور رئیسِ قادیان وغیرہ ملاحظہ ہوں نیز آپ کی سوانح حیات مہرِ منیر میں تو پُوری تفصیل ہے۔

ملفوظ ۔ ۶۱۔ب

فرمایا "سُبحان اللہ کعبۃ اللہ کی شان کتنی عظیم ہے کہ خواص اَولیاء بھی وہاں عام لوگوں کی طرح معلُوم ہوتے ہیں۔ ان کے انوار بباعث غلبۂ انوار وجلالِ کعبہ گم ہوجاتے ہیں۔ وہاں ولی غیرولی سے پہچانا نہیں جاتا۔ وہاں ہزار ہا اَولیاء اللہ کی قبُور ہیں جنہیں کوئی نہیں پہچانتا۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ اَور یہ امر بباعثِ کمال اِستیلاء اَور غلبۂ جلالِ کعبہ کے ہے۔"

ملفوظ ۔ ۶۲

فرمایا "اَولیاء اللہ کی حیات وممات عام لوگوں کی حیات وممات کی طرح نہیں سمجھنی چاہئیں۔ ان کا مقصُودِ زندگی بجز رضائے حق سُبحانہ اَور کچھ نہیں ہوتا ؎

عاشقاں را شادمانی وغم اوست دست مُزد و اُجرت وخدمت ہم اوست
عشق آں شعلہ است کوچُوں برفروخت ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

(یعنی عاشقوں کی شادمانی اَور غم وُہی ہے۔ خدمت، مزدُوری، اُجرت سب وُہی ہے۔ عشق وُہ شعلۂ آتشین ہے کہ جہاں بھڑک اُٹھا معشُوق کے بغیر سب کچھ جلا دیا۔ انتہیٰ)۔ (مترجم)

اَولیاء اللہ کا مُرغِ رُوح قفسِ جسمانی سے رہائی کے وقت بھی دولتِ دیدارِ حق تعالےٰ پر رحلت فرماتا ہے ؎

طلب الحبیب من الحبیب رضاهٗ　　　ومنی الحبیب من الحبیب لقاهٗ

(یعنی حبیب سے حبیب ہی کی طلب اس کی رضا ہوتی ہے اَور حبیب سے حبیب ہی کی آرزُو اس کا لقا ہوتا ہے)

"روایت ہے کہ ایک ولی اللہ کو احتضارِ موت کے وقت نعیمِ جنّات کے دیدار سے مشرّف کیا گیا۔ اُس نے کمالِ تأسّف و تلہف سے ٹھنڈا سانس لے کر عرض کیا کہ الٰہی میرا مقصد یہ تو نہ تھا اَور نہ ہی یہ اُمید تھی کہ مجھے میرے مطلوب کی بجائے کوئی اَور چیز دی جائے گی۔ یہ سُن کر ہاتفِ غیبی نے آواز دی کہ تو ہم سے اَور کیا چاہتا ہے۔ اس نے کمال عجز و نیاز سے رو کر عرض کیا کہ بارِ خُدایا آپ اچھی طرح جانتے ہُوئے بھی مجھ سے یہ پُوچھتے ہیں۔ پس بمجرد مشاہدۂ جلوۂ انوارِ شاہدِ غیب جان بجاناں تسلیم کر دی۔ اَور جہانِ فانی کو الوداع کہا" ؎

اَنَا اِنْ مُتُّ فهواه حشو قلبی　　　وَبِدَاءِ الهَوٰی یموت الکرامُ

(میری موت کے وقت اُس کی محبت میرے دِل میں ہوگی۔ عشاق محبّت کی بیماری سے مرا کرتے ہیں)

ملفوظ ـ ٦٣

فرمایا کہ میں مردمانِ باوفا اَور صفا اندیش کے ساتھ رہ کر خُوش ہوتا ہُوں۔ یُوں سمجھئے کہ میں کُشتۂ محبّتِ محبّان و مخلصان ہُوں۔ برخلاف اس کے کج مزاج و غرض پرور لوگوں سے کہ جن کا مقصد صرف اپنی اغراض کا حصُول ہوتا ہے اَور جو اُس کے بعد بالکل اجنبی بن جاتے ہیں کنارہ کشی کرتا ہُوں۔ اَور ایسے لوگ جو سامنے آتے وقت تو بڑے حلیم بن جاتے ہیں۔ مگر پیٹھ پیچھے گرگِ مردم در کی طرح ہوتے ہیں۔ اُن سے دُور ہی رہنے کو جی چاہتا ہے کہ "شما بکارِ خویش و ما بحالِ خویش" (تم اپنے کام میں اَور ہم اپنے حال میں)۔ محرر سطُور کہتا ہے کہ آپ کا یہ فرمان مستفیضوں کے لیے عین تادیب ہے۔ حضرت امام غزالیؒ نے بھی اپنی کتاب "بدایۃ الہدایۃ" میں اسی طرح فرمایا ہے۔ "ایاك وصدیق العافیة فانه اعدی الاعداء" اَور حضرت امیر خسروؒ دہلوی نے اس مضمون پر ان اَبیات میں تصریح کی ہے ؎

ہر کہ حق صحبتِ یاراں شناخت　　　عُمر ہم اندر رہِ ایشاں بباخت

جس نے دوستوں کی صُحبت کا حق پہچانا اُس نے عمر اُن ہی کی راہ میں گذار دی

دوست مگو آں کہ زِ دو پوستی　　　باز نداند ادبِ دوستی

اس دو رُخ کو دوست نہ سمجھ جو دوستی کے آداب نہیں جانتا

ہم نفس ہائے کہ دریں عالم اند　　　بیشتریں محرمِ صحبت کم اند

اِس زمانے میں اکثر لوگ صُحبت کے آداب نہیں جانتے

تا توئی از رُوئے تو باشند شاد　　　چُوں تو شوی پیش نیارند یاد

جب تک تُو سامنے ہوگا تجھ سے خوش ہوں گے اَور جب چلا جائے گا تو پھر یاد بھی نہیں کریں گے